جہاد کی اہمیت وضرورت

مولانا صوفی عبد الحمید سواتی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ اور تیاری کرو ان (دشمنوں) کے مقابلے میں جس قدر ہو سکے مِنْ قُوَّۃٍ طاقت سے۔ مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ تم محض ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہ بیٹھے رہو بلکہ دشمن کے خلاف مکمل جنگی تیاری کرو۔ اسلحہ جمع کرو چھاؤنیاں قائم کرو۔ مجاہدین کی تربیت کا انتظام کرو اور ہر وقت مستعد رہو۔ قوت کا لفظ بڑا وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر فرمایا اَلَا اِنَّ الْقُوَّۃَ رَمْیٌ خبردار! طاقت تیر میں ہے۔ اس زمانے میں تیر کا ہتھیار بڑا کارگر تھا جو دشمن کو دور سے نشانہ بنا سکتا تھا۔ لہٰذا حضور علیہ السلام نے اس کی بڑی اہمیت بیان فرمائی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے خود بھی تیر کمان رکھا، تلوار اور نیزہ بھی استعمال کیا۔ آپ نے جنگی مقاصد کے لیے اونٹ، گھوڑے، خچر بھی استعمال کیے۔ آپ نے تیر اندازی کی ترغیب دی۔ فرمایا خود بھی سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ اور پھر اس کی مشق بھی جاری رکھو تاکہ بوقتِ ضرورت کام آسکے۔

امام ابوبکر جصاصؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ والد پر لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کو تین چیزوں کی تعلیم دے یعنی کتاب اللہ کی تعلیم، تیراکی اور تیر اندازی۔ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ شدید گرمی میں بھی مشق کے لیے برہنہ پا چلتے تھے اور دریائے جمنا میں تیراکی کی مشق کیا کرتے تھے تاکہ ضرورت کے وقت اس سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ ان میں احیائے اسلام کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ان کی تحریک خود مسلمانوں کی غداری کی وجہ سے عملاً ناکام ہو گئی مگر اس کے اثرات ہمیشہ باقی رہیں گے۔ انہوں نے جہاد میں عملی حصہ لے کر بتا دیا کہ جذبہ اور اطاعت ایسی ہوتی ہے اور دشمن سے مقابلہ اس طرح کیا جاتا ہے۔ ایک جگہ قرآن کریم نے فرمایا فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّۃَ الْکُفْرِ کفار کے بڑے بڑے سرداروں اور لیڈروں سے لڑو۔ جب تک پوری قوت کے ساتھ

ان کے ساتھ نہیں ٹکراؤ گے یہ اپنی سازشوں سے باز نہیں آئیں گے۔ فرمایا اس کام کے لیے اپنے اندر قوت پیدا کرو۔ سائنسدان پیدا کرو اور سامانِ ضرب و حرب اکٹھا کرو تاکہ تم اپنا دفاع کر سکو اور کفّار و مشرکین کو کیفرِ کردار تک پہنچا سکو۔

امام ابوبکر جصاصؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں جو تیر اندازی کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد محض تیر اندازی نہیں بلکہ وقت کے جدید ترین ہتھیاروں کا استعمال ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تیر اندازی ہی بہترین ہتھیار سمجھا جاتا تھا مگر آج اس سے ہر قسم کی بندوق، توپ، ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں، فضا سے فضا اور زمین سے فضا میں مار کرنے والے میزائل جنگی کشتیاں اور تباہ کن بحری جہاز، ہوائی جہاز، راکٹ اور آبدوزیں ہیں۔ مقصد تو یہ ہے کہ دشمن کا صفایا کیا جا سکے اور ہر وہ ہتھیار استعمال کیا جائے جو ضروری ہو۔ ظاہر ہے کہ جب دشمن کے پاس جدید قسم کے ہتھیار موجود ہوں گے تو مسلمان صرف تیر اور تلوار پر ہی تکیہ لگا کر نہیں بیٹھ سکتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دشمن کے مقابلے کے لیے اگر ناخن بھی کام دے سکتا ہے تو بے شک ناخنوں کو بڑھا لو حالانکہ عام حالات میں ناخن کاٹنے کا حکم ہے تو مقصد یہ کہ دشمن کے خلاف تیاری کے لیے تمام حالاتِ حرب اور تمام وسائل بروئے کار لانا لازمی ہے۔ مِنۡ قُوَّۃٍ میں یہ سب کچھ شامل ہے۔

بقیہ: تعارف و تبصرہ

بعض حضرات نے بیعت کے اس سلسلہ کو بھی طعن و اعتراض کا ہدف بنا لیا ہے۔ محترم جناب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل میمن مدنی مدظلہ نے جو خود بھی ایک صاحبِ نسبت بزرگ ہونے کی وجہ سے اس بحرِ معرفت کے شناور ہیں زیرِ نظر رسالہ میں بیعت کی شرعی حیثیت کو قرآن و سنت اور بزرگانِ دین کے ارشادات کی روشنی میں واضح کیا ہے اور اس کے فوائد و منافع کو اجاگر کرتے ہوئے اس سلسلہ میں پیدا ہونے والے متعدد شکوک و شبہات کا ازالہ کر دیا ہے۔

جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی قائم کرنے نماز اور ادا کرنے زکوٰۃ اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر۔ حدیث نبویؐ